تبصرے

مشاہدات و تاثرات : از ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ بانی ویمنس کالج مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ضخامت ۲۲۶ صفحات، تقطیع متوسط۔ کتابت و طباعت متوسط، قیمت مجلد ۱۵/- پتہ : فیملی ایجوکیشن ایسوسی ایشن، علی گڈھ۔

۱۸۹۱ء میں شیخ محمد عبداللہ مرحوم سرسید کا نام اور ان کی شہرت سن کر علی گڑھ آئے، یہاں تعلیم پائی اور جب تک سرسید زندہ رہے ان کی صحبت سے استفادہ کیا، پھر تعلیم ختم کرنے کے بعد علی گڑھ کو ہی وطن بنا لیا اور علی گڑھ تحریک سے برابر وابستہ رہے، اس بنا پر سرسید کے عہد سے لے کر ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کی وائس چانسلری تک محمڈن کالج اور پھر مسلم یونیورسٹی پر تغیر و تبدل اور انقلاب کے جتنے دور آئے مرحوم نے انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس سلسلہ میں جو گفتگوئیں اندرون و بیرون خانہ ہوئیں انھیں اپنے کانوں سے سنا تھا ارباب علم و ادب کے لئے بڑی خوشی کی بات ہے کہ مرحوم نے ۱۹۴۸ء سے اپنے یہ مشاہدات و تاثرات قلمبند کرانے شروع کر دئے تھے، جن کو اُن کی صاحبزادی محترمہ ممتاز جہاں سابق پرنسپل زنانہ کالج مسلم یونیورسٹی نے اب طبع کرا کے وقف عام کر دیا ہے، چوں کہ یہ مشاہدات و تاثرات ایک سوچی سمجھی تصنیف کی شکل میں مرتب نہیں کئے گئے اس بنا پر اس کتاب میں وہ ترتیب تو نہیں ہے جو ہونی چاہئے تھی، واقعات اور اُن سے متعلق تاثرات آگے پیچھے ہو گئے ہیں، لیکن اس میں شبہ نہیں کہ یہ کتاب عہد متعلقہ سے متعلق ایک نہایت اہم اور بڑی قابل قدر تاریخی دستاویز ہے اس میں سرسید کی لائف اور علی گڑھ تحریک سے متعلق اشخاص و افراد، محمڈن کالج کے یورپین اور ہندوستانی اساتذہ اور طلبہ اور اُس زمانہ کی علی گڑھ سوسائٹی کے بارہ میں کثرت سے وہ امور و واقعات ملیں گے

جو کہیں اور نہیں ملتے اور اگر ملتے بھی ہیں تو برنگ شنیدہ، اس لئے اُن میں واقعیت کم ہے اور افسانویت
زیادہ مثلاً سرسید کی کانگرس سے نہ صرف علیحدگی بلکہ اُس کی مخالفت کے وجوہ واسباب خود
سرسید کی زبانی، سرسید کا اپنے بیٹے جسٹس محمود سے سخت اختلاف اور اُس کے وجوہ، محمود کا اپنے
نامور والد کے ساتھ انتہائی نالائقی کا معاملہ، سرسید کی حسرتناک موت یہ سب وہ واقعات ہیں
جن کا تذکرہ اس صفائی کے ساتھ کہیں اور نہیں ملے گا، اسی طرح نواب محسن الملک، نواب وقار الملک،
ڈاکٹر ضیاء الدین، مولانا شبلی وغیرہم کے حالات میں بعض بالکل نئی باتیں ہیں جو پہلی مرتبہ اس کتاب
کے ذریعہ علم میں آتی ہیں، اسی دور میں تحریکِ خلافت، کانگرس کی جدوجہد آزادی۔ ملک کی
تقسیم اور اُس کے نتیجہ میں نہایت ہولناک فسادات اور مہاتما گاندھی کے قتل کے واقعات بھی پیش آئے
جن کے دور رس اثرات مسلم یونیورسٹی پر بھی پڑے، شیخ صاحب نے یہ تمام واقعات بڑی وضاحت،
صفائی اور جرأت ودلیری سے لکھے اور اُن سے متعلق اپنے تاثرات بیان کئے ہیں علی گڈھ تحریک
سے وابستہ حضرات میں شیخ صاحب تنہا شخص تھے جن کے نزدیک لڑکوں کی تعلیم کی طرح لڑکیوں
کی تعلیم بھی ضروری تھی۔ اس سلسلہ میں سرسید اور اُن کے رفقا کے کیا خیالات وافکار تھے، شیخ صاحب
نے ہزار مخالفتوں کے باوجود کس پامردی۔ استقلال اور ایثار وخلوص سے اپنی رفیقہ حیات کے تعاون
واشتراک سے اس کارِ خیر کا آغاز کیا جو ترقی کرتے کرتے آج ایک عظیم الشان زنانہ کالج کی شکل میں موجود
ہے اور جس نے بے شبہ ملک میں تعلیم نسواں (خصوصاً مسلمان خواتین) کو فروغ دینے میں ایک اہم
رول ادا کیا ہے، شیخ صاحب نے یہ پوری داستان لکھی ہے جو قومی کارکنوں کے لئے عبرت انگیز بھی
ہے اور سبق آموز بھی، علاوہ ازیں اپنے ملک اور ملت کے بہت سے موجودہ سیاسی، سماجی اور مذہبی
مسائل سے متعلق اپنے افکار وآرا اور ذاتی وخاندانی حالات وسوانح بھی بیان کرتے گئے ہیں اگرچہ جو کچھ
لکھا ہے اُس کے ہر جزء سے سب کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ تاریخی اور واقعاتی
لحاظ سے یہ کتاب نہایت اہم اور قابلِ قدر اور لائق مطالعہ ہے۔ کتاب کی طباعت معیاری نہیں ہے
ہمارے ادارہ کے کارکن مولوی محمد ظفر احمد خان کے اہتمام میں شائع ہوئی ہے اُن سے یہ معلوم کرکے افسوس